

لے لینا چاہیے۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں کہ دل کا بوسے پر بکنا مقبذانِ مضمون ہے، لیکن یہاں محاورے کی خوبی اور بندش کی ادا نے اس مضمون کو تازہ کر دیا۔

۳۔ لغات۔ ساغرِ جم : جمشید کا پیالہ۔ جمشید ایران کا مشہور بادشاہ تھا۔ کہتے ہیں، شراب اسی نے ایجاد کی۔ اس کے ساغر کی ایک خوبی یہ بتائی جاتی ہے کہ اس سے زمانے کی خبریں مل جاتی تھیں۔

جامِ سفال : مٹی کا پیالہ۔

تشریح : شعر کی شرح سے پیشتر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ شاعر کے سامنے چند بدیہی حقائق تھے جو کسی ثبوت کے محتاج نہ تھے، مثلاً :

۱۔ اسے معلوم تھا کہ مٹی کا پیالہ نہایت بے حقیقت چیز ہے۔

۲۔ معلوم تھا کہ ساغرِ جم بہت بیش قیمت اور نایاب تھا۔ دنیا میں وہ ایک ہی پیالہ تھا، عام اوصاف کے علاوہ اس اعتبار سے بھی اس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ معلوم تھا کہ مٹی کے دس ہزار پیالے بھی جمع کر لیے جائیں تو وہ ساغرِ جم کی برابر ہی نہیں کر سکتے۔

یہ ایں ہمہ مرزا نے مٹی کے پیالے کی برتری کا ایک ایسا پہلو پیدا کر لیا، جس سے عقل سلیم کو ایک لمحے کے لیے بھی اختلاف نہیں ہو سکتا اور غالباً مرزا کی اس حقیقت بیانی سے پیشتر کسی کو برتری کے اس پہلو کا کوئی احساس بھی نہ تھا۔ مرزا نے صرف یہ سوچا کہ پیالے سے شراب پی جاتی ہے اور شراب نوشی کے لیے ساغرِ جم اور ساغرِ سفال دونوں یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ جامِ سفال ٹوٹ جائے تو فوراً بہر شخص بازار سے لاسکتا ہے، ساغرِ جم ٹوٹ جائے تو اس کا بدلہ ہی نہیں مل سکتا، لہذا "جامِ سفال" ساغرِ جم سے بدرجہا برتر ہے۔

پھر مرزا کے نزدیک اصل شے شراب نوشی ہے، پیالہ خواہ کیسا ہی ہو۔